

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳ے)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے۔ چیف ایڈیٹر
۱۴ وارث روڈ۔ لاہور

پادری غلام مسیح صاحب۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب۔ مینجر
ایم۔ اے۔ ایبرس روڈ۔ لاہور

خط وکتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینجر صاحب ہونا چاہئے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۹ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء	نمبر ۱۵

وحدت محضہ پر مناظرہ

(۲)

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ اشاعت ماسبق میں وعدہ کیا گیا تھا کہ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب اور جناب پادری سلطان محمد خاں صاحب افغان کے درمیان وحدت محضہ پر جو مناظرہ بمقام گوجرانوالہ ہوا اُس کی کیفیت نذر ناظرین کرام نور افشاں ہوگی۔ پس ہم حسب استعداد آج اُسے پیش کرتے ہیں۔

وقت۔ انجمن اہلحدیث گوجرانوالہ نے اپنے اشتہار میں لکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب توحید پر ۲ بجے سے ۳ بجے تک تقریر کرینگے اور پھر مناظرہ ہوگا اور پادری اے۔ ایم لانگ صاحب کو بھی تحریر کیا کہ اشتہار میں پہلے ہی مضمون اور مناظرہ کا وقت دیدیا گیا ہے مگر عرض ہے کہ مسئلہ توحید پر جناب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب دو بجے دوپہر کو ہفتہ کے روز تقریر ایک گھنٹہ کرینگے اور تین بجے سے چار بجے تک ایک گھنٹہ بحساب ۵-۵ منٹ مناظرہ کے لئے آپ کو وقت دیا جاتا ہے۔ مگر سودیشی عادت کے مطابق ۲ بجکر ۵۵ منٹ تک تقریر شروع نہ ہوئی۔

خیر۔ مولنا صاحب سٹیج پر آئے اور لکچر شروع کیا۔ آپ نے آتے ہی عادت مستمرہ سے مجبور ہو کر ۵ منٹ تک اشعار خوانی کی جسکا ملخص یہ ہے کہ منطق اور فلسفہ فضول اور مذموم علوم ہیں۔ مثلاً آپ نے نہایت خوش الحانی سے فرمایا کہ

عطا کی عقل جب نے عقل اس کو کس طرح پائے — سمجھ بخشی ہے جس نے وہ سمجھ میں کس طرح آئے

بادل

ے بادلو تمہارا جھرمٹ ہے کیا فضا میں
پریوں کا اُڑ رہا ہے یا جھنڈ یہ ہوا میں

چاندی سے بھی زیادہ تم تھے ابھی رُپہلے
یا لال ہو کہ ایسی سُرخی نہیں ہوا میں

اے بادلو تمہاری ہستی کا راز کیا ہے
تم کیا ہو ابتدا میں تم کیا ہو انتہا میں

کالی گھٹاؤں میں ہو تم جیسے مست ہاتھی
البیلی چال جیسے زنجیر ہو نہ پا میں

تم دل کے دل سروں پر یوں آ کے جھومتے ہو
گویا کہ کالی پلٹن ہے عرصۂ وغا میں

سُن گرج تمہاری خرس و پلنگ تو کیا
ماندوں میں شیر دبلیں وہ ہے کڑک صدا میں

جنگل میں شور کر کے کیوں مور ناچتے ہیں
چھب دیکھ کر تمہاری یہ ساونی گھٹا میں

اے بادلو ہو سایہ کس زلف عنبریں کے
نافہ ہو تم ختن میں یا مشک ہو خطا میں

اے بادلو جب آئے تم گھر کے گھر کے گھر کر
غواص تک ڈوبا میں بحر نما سا میں

تالاب جھیل چشمہ سوتے بجور دریا
بہتے ہیں تجھ سے پانی پا کر ہر ایک جا میں

کاچھی کسان دہقاں مالی مُرائی پانچوں
پاتے ہیں تم سے پانی فصلوں کی لالسا میں

تم ہی کے ابر رحمت کرتے ہو سر پہ سایہ
جب دھوپ ہم کو جھلسے تپتی ہوئی ہوا میں

با ایں ہمہ و بازت تم ہو روئی کے گالے
ایسا نہیں ملائم ریشم بھی چاندنا میں

یہ تم میں برق و باراں کا اجتماع گویا
ہے خندہ اور گریہ عشاق و دُہریا میں

مست نشان ٹھہرے اُس کی حضوری کا یہ
بادل بھرے ہیں جا کر جب خانۂ خدا میں

(ی۔ن)

یہ کہہ دو فلسفہ والے سے جاکر سر کو ٹکرائے
نہیں کچھ اس سے حاصل منطق ناحق درسر کھائے

فلسفہ اور منطق کی مذمت و تحقیر کا نوحہ پڑھنے کے بعد آپ نے کہا کہ تمام خدا پرستوں (دانشمند لوگوں) کا ایمان ہے کہ وہ ایک ہے اور وہ دو نہیں تین نہیں اور ۳۳ کروڑ نہیں، وہ واحد ہے مگر باوجود اس کے آج ضرورت محسوس ہوئی کہ توحید پر بحث ہو۔ کیا توحید پر کسی قسم کا شک ہے؟ کیا خدا کی ذات میں شک ہے؟ نہیں شک تو نہیں مگر محض دوستانہ تبادلۂ خیالات ہے۔ امید ہے کہ ہمارے دوست راستی کو قبول کرینگے۔ منطق کا قاعدہ ہے کہ ہر بات کو دلیل سے ثابت کرو۔ دلیل دو قسم کی ہوتی ہے۔ انی و لمی۔ لمی یہ ہے کہ علت سے معلول کا علم حاصل کرنا۔ مثلاً سورج کو دیکھ کر جان لینا کہ اب دھوپ ہے۔ دوسری دلیل انی ہے۔ اس میں معلول سے علت کا علم حاصل کیا جاتا ہے۔ مثلاً روشنی اور دھوپ کو دیکھ کر معلوم کیا جائے کہ اب سورج موجود ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی دلیل لمی سے ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ صرف دلیل انی سے ثابت ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف نے بھی اسی دلیل سے کام لیا ہے۔ وہ خدا کے فعلوں کو پیش کر کے اُس کی ہستی کو ثابت کرتا ہے۔ هُوَ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ۔ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ۔ الْقُدُّوْسُ وَالْمُتَکَبِّرُ وَالْمُہَیْمِنُ۔ هُوَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ وَالْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ چھپی اور ظاہر سب باتوں کو جاننے والا ہے۔ رحمٰن اور رحیم ہے۔ عزیز اور جبار ہے۔ پاک، متکبر اور وہ خالق اور مصور ہے اور سب نیک نام اسی کے ہیں۔ یہ خدا کی مفصل اور جامع تعریف ہے۔ منطقی طور پر اس کی تقسیم یہ ہے کہ خدا کے مخاطب تین قسم کے لوگ ہیں۔ (۱) عام فہم (۲) متوسط اور (۳) فلاسفر ہیں۔ اور ان تینوں کے لئے تین مختلف طریقوں سے خطاب کیا گیا ہے۔ طبقہ اول کے لئے تفصیل بتائی ہے۔ جس کو میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ طبقہ متوسط کے لئے بتایا گیا کہ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یعنی سب اچھے نام خدا ہی کے ہیں کہکر خدا کو پیش کیا ہے اور جو اعلےٰ درجہ کے عالم اور فلاسفر ہیں ان کے لئے قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کہا گیا ہے یعنے خدا ایک ہے اور یہ منطقیوں کے لئے ہے یعنی اپنی تمام صفات کاملہ کا ایک ہی (یہاں مولوی صاحب نے پھر اشعار خوانی شروع کر دی) اور پھر بتایا کہ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی میں ان لوگوں کی تردید کی ہے جو خدا کو ازلی اور قدیم مان کر روح و مادہ کو بھی ازلی مانتے ہیں۔ مثلاً آریہ سماجی۔ قرآن نے ایسے لوگوں کو مشرک کہا ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو خدا کے ساتھ کسی غیر کی کسی نہ کسی نوعیت کی ازلیت و قدامت کے قائل ہیں۔ مثلاً مسیحی جنکا عقیدہ ہے کہ خدا ازلی۔ بیٹا ازلی۔ روح ازلی۔ پھر بھی ایک خدا ازلی۔ خدا ان کو کہتا ہے کہ میرے نام نیک ہیں۔ ان میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو۔ کسی شاعر نے دوست کی رقابت کا ذکر کیا ہے۔

شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

درحقیقت کمال ایک دفعہ خدا پر بول دی جائے اسکو دوسرے پر بولنا شرک ہے۔ پس کہا کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ یعنی خدا مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔ میں نے توحید کے مضمون کو تھوڑا سا بیان کر دیا۔ اب میں سننا چاہتا ہوں کہ پادری صاحب کو اس پر کیا اعتراض ہے۔

تقریر ختم ہو گئی۔ اور مولوی صاحب بیٹھ گئے۔ آپ نے ۲۰ منٹ ۲ گھنٹہ پر تقریر شروع کی۔ ۵ منٹ شعر پڑھے۔ دس منٹ آیات کی تلاوت اور ترجمہ میں خرچ کر دیئے اور صرف دس منٹ میں خدا کی ہستی و صفات کا ذکر کیا اور جب حاضرین نے سوچا کہ اب آپ اصل مشتہرہ بحث یعنی وحدت محضہ پر بولینگے تو مولانا صاحب خلاف توقع بیٹھ ہی گئے۔

تقریر کیا تھی۔ سامعین کے ساتھ ہی ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ آپ نے نہ توحید کی تعریف کی۔ نہ اس کا ثبوت قرآن شریف سے کوئی دیا اور نہ ہی کوئی منطقی اور فلسفی دلیل وحدت کے اثبات میں پیش کی۔ آہ! اس قدر نامور عالم اور تجربہ کار مناظر اور اصل مضمون کو بالکل ہی نہ چھوئے۔ کس قدر افسوسناک منظر تھا۔ ایک مبتدی بھی جس نے منطق کا کوئی چھوٹا سا رسالہ پڑھا ہو ہستی باری تعالےٰ اور وحدت محضہ میں امتیاز کو سمجھ سکتا ہے یقیناً جناب صدر مولوی ابوالقاسم صاحب بنارسی بھی سمجھتے ہونگے کہ شیر پنجاب نے تمام گذشتہ شہرت کو ملیا میٹ کر دیا۔ کیا ہی بہتر ہوتا اگر آپ کسی شاگرد کو ہی پیش کر دیتے۔ لیکن ایک بات کا تمام سامعین کو یقین ہو گیا کہ شیر پنجاب نے اس قدر مردانگی کو شرمسار کیا تو پادری صاحب کے مقابل آنے کے لئے اور کس کو جرأت ہے۔ ہمیں مولوی صاحب کے اس عجز میں آپ سے دلی ہمدردی ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

اشعار اور مبحث۔ ایک بات ہمیں اور کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے وحدت محضہ پر منقول اور عقلی نہ صرف دلیل اور ثبوت ہی کوئی نہ دیا۔ بلکہ شعر بھی جس قدر پڑھے اُن میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو توحید مطلق پر روشنی ڈالتا۔ افسوس مبحث سے خارج اور بے تعلق اشعار نے بھی آپ کی کوئی مدد نہ کی۔ درحقیقت معاملہ یہ ہے کہ توحید مطلق نہ بائبل میں ہے اور نہ ہی قرآن میں تو پھر مولوی صاحبان اُسے ثابت کریں تو کیسے۔

ہم اس بات کو بھی بیان کئے بغیر چھوڑ نہیں سکتے کہ آج تک مولوی صاحبان مسیحیوں کے مفہوم توحید پر جس قدر اعتراض کرتے چلے آئے ہیں وہ قریباً سب کے سب فلسفہ اور منطق کی بنا پر ہوا کرتے تھے۔ مگر مولوی صاحب نے اپنی کمزوری کا پہلے ہی اعلان کر دیا۔

دیکھو صفحہ ۱۱

نورافشان

مطبوعہ ۹ اپریل ۱۹۲۶ء

مسیحی مجالس

لودھیانہ مشن کمپونڈ میں لاہور اور لودھیانہ پریسبٹری کے اجلاس جو گذشتہ ہفتہ میں فراہم ہوتے رہے وہ کئی وجہوں سے لودھیانہ کلیسیا اور ہردو پریسبٹری کے شرکا کے لئے بڑی برکت اور خوشی کا باعث ہوئے ہیں۔ اول تو یہ پہلا موقع تھا کہ لاہور و لودھیانہ پریسبٹری کے اجلاس ایک ہی شہر میں فراہم ہوئے۔ ایک پریسبٹری کے شرکا کو دوسری پریسبٹری کے جملہ شرکا سے باہم ملاقی ہونے کا اتفاق ہوا۔ گو ہر ایک پریسبٹری اپنا اپنا الگ جلسہ کرکے اپنے اپنے علاقہ کا کام کرتی تھی۔ پر صبح و شام کی کانفرنس میں دونوں پریسبٹریاں ملا کرتی تھیں۔ جس میں ایک مقررہ مضمون پر ہر ایک پریسبٹری کے قابل اصحاب تقریریں کیا کرتے اور اُن کے بعد اسی مضمون پر حاضرین کانفرنس۔ بعض اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ ان کانفرنسوں سے حاضرین کو عظیم نفع حاصل ہوا جس کا ذکر اختصاراً بعد کو کیا جائیگا۔

لاہور و لودھیانہ پریسبٹری کے اجلاس کی یہ نوعیت و قربت اپنے اجلاس میں کچھ ایسے رنگ لائی کہ ہردو پریسبٹریوں نے آگے کو خوشی سے یہ طرز عمل پسند فرمایا کہ اُن کا سالانہ جلسہ کچھ عرصہ تک لودھیانہ میں اکٹھا ہی ہوا کرے۔ ہم اس مشترک عمل کے لئے دونوں پریسبٹریوں کو مبارکباد کہتے ہیں۔

لاہور کی پریسبٹری میں مسٹر ایشر داس بی۔ اے کی بشارتی عہدے پر تقرری عمل میں آئی۔ آپ نے سہارنپور علم الٰہی کے مدرسہ کے انگلش کورس کو کامیابی کے ساتھ حال ہی میں ختم کیا تھا۔ آپ کا لودھیانہ پریسبٹری کی طرف سے گذشتہ اتوار کے روز لودھیانہ کلیسیا کی پاسبانی کے عہدے پر تقرر بھی عمل میں آچکا۔ جس کیلئے ہم مسٹر ۔ ۔ ۔ ۔ ایشر داس اور لودھیانہ کلیسیا کو صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔

لاہور پریسبٹری نے مسٹر چمن خاں کو بشارتی خدمت کا لائسنس عطا فرمایا کہ آپ پریسبٹری کے اختیار کے ساتھ مسیحی خدمت کیا کریں ہم مسٹر چمن خاں کو بھی مبارکباد کہتے ہیں۔ —

مسیحی مجالس اور مسیحیت

ایک عرصہ سے ہندوستان کے مسیحی اکابرین اس بات پر غور و خوض کرتے آرہے تھے کہ ہندوستان کے لئے مسیحیت کے کیا معنے ہوسکتے ہیں؟ یورپ کے لئے مسیحیت کے کچھ ایسے معنے ہیں جو ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے مذہبی جذبات سے موافقت نہیں رکھتے ہیں۔ یورپ اور اہل یورپ کے مذہبی جذبات کو وہ معنے ایک طویل زمانہ سے اپیل کرتے آرہے ہیں وہ ان سے مانوس ہوچکے ہیں۔ گو بعض روشن دماغ اصحاب کو زمانہ حال میں مسیحیت کے مسلمہ معانی سے کچھ اختلاف و تعرض بھی ہوا ہے تو بھی ایسے اصحاب شاذ و نادر ہی ہیں۔ عام طور سے آجتک یوربی ممالک کے مسیحی مسیحیت کو انہیں معانی میں مانتے آرہے ہیں اور اب مان رہے ہیں جن معانی کی مسیحیت ان کی میراث میں آئی ہے۔ یورپی مسیحیوں کی کیفیت حاضرہ اُسے صدق دل سے تاحال اپنے لئے خدا کی رحمت اور بنی آدم کے لئے نجات کا وسیلہ سمجھتی ہے اسی وجہ سے یورپ کی مسیحی اقوام نے غیر مسیحی اقوام میں مسیحی مشنری بھیجے کہ مسیحیت کی اشاعت کریں وہ اقوام آجتک اپنے مشنریوں کی اور ان کی مسیحی خدمات کی سپورٹ اور حفاظت کر رہی ہیں۔

جو مشنری صاحبان ملک ہند میں مسیحی خدمت انجام دیتے رہے ہیں وہ لاریب اپنے مفہوم کی مسیحیت کے وفادار خادم رہے۔ اُنہوں نے جس جانفشانی اور وفاداری سے ملک ہند میں مسیحیت کی اشاعت کی اُس کی شہادت ملک ہند کی بیداری اور علمی و مجلسی ترقی اور ۲۰ لاکھ ہندی مسیحیوں کی ہستی سے بخوبی مل سکتی ہے۔ اُنہوں نے ہندوستان میں اپنے ممالک کی اصل و مصدقہ مسیحیت کی اشاعت وفاداری سے کی اور وہ دراصل یہی کرسکتے تھے۔ اُن کی محنتیں پھل دار ثابت ہوئیں۔ وہ مسیحیت کی جو برکتیں اہل ہند کو پہنچانا چاہتے تھے۔ وہ پہنچا چکے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا وہ ہر طرح سے ہماری شکرگذاری کے مستحق ہیں۔

مگر جب ہندوستان میں مسیحیوں کی ایک معقول گروہ پیدا ہوگئی۔ اس گروہ میں بھی بفضل خدا ہر قابلیت کے عالی دماغ اصحاب پیدا ہوگئے۔ اُنہوں نے ہندوستان کے لئے مسیحیت کے مطالب و معانی سمجھنے شروع کئے دیئے اس پر اخبارات میں چرچا ہوتا رہا۔ پلیٹوں سے اس کے متعلق وعظ ہوتے رہے کہ ہندوستانیوں کیلئے مسیحیت کے مفہوم و مطالب کو واضح کیا جائے۔ مسیحی مجالس میں مسیحیت زیر بحث لائی گئی۔ لودھیانہ اور لاہور پریسبٹری کی لودھیانہ کانفرنس میں بھی مسیحیت ہی زیر بحث تھی۔ جس پر پادری ایل۔ بی رائی صاحب پروفیسر مدرسہ علم الٰہی سہارنپور نے اور مسٹر کے ایل رلیارام صاحب ہیڈ ماسٹر رنگ محل سکول لاہور وائیڈ ز کلف ہائی لاہور نے اور مسٹر یوسف جمال الدین صاحب پرنسپل مشن ہائی سکول جالندھر نے زبردست تقریریں کیں جس افسوس ہے کہ ہم پروفیسر پی۔ بی رائے کی تقریر نہ سن سکے۔ آپ کی تقریر کا خلاصہ ہمیں دوسروں کی زبانی معلوم ہوا۔ تو بھی ہر سہ صاحبان کی تقاریر کی نسبت اجمالاً اس قدر عرض کئے دیتے ہیں کہ ان صاحبان نے ہندوستان کے لئے مسیحیت کے جو معانی اور مطالب بیان فرمائے خصوصاً مسٹر جمال الدین صاحب نے ہندوستان کے لئے مسیحیت کے جو معانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مطالب بیان فرمائے

جائیں اور مسیحا ہیں اُنکی خدمات سے اُن کی آنکھیں کھل جائیں - آمین -

وہ اپنے آپ میں یہ کمال دکھا گئے کہ وہ اُن سے ان تمام مشکلات کو اکمل طور سے ہمیشہ کے لئے رفع فرما گئے جو یورپ اور مسیحیت کے رشتہ میں ... شہزادیں اور مسیحیوں کے تعلق میں اور مسیحیت ہندوستانیوں کے رشتہ و تعلق میں رونما تھیں۔ گو آپ کی مختصر تقریر آپ کے سے پہلے دو صاحبان کی تقاریر کے مطالب کے اعادہ کے سوا کچھ زیادہ نہ تھی۔ پر اس میں تل برابر مبالغہ نہیں کہ آپ کی تقریر نے نہ صرف پہلے دو صاحبان کی تقاریر کے معانی و مطالب کو نہایت روشن و صیقل کر دیا تھا۔ بلکہ مضمون زیر بحث کے مفہوم کو اس کے کناروں تک روشن کر دکھایا تھا۔ افسوس اگر ہے تو ہمیں اس بات کا ہے کہ ہم آنجناب کے اُن الفاظ کو ضبط تحریر میں نہ لا سکے جو آپ کے منہ سے صادر ہوئے تھے۔ تحریر کے لئے کاغذ و پنسل بھی نہ تھا اور پنسل بھی نکمی تھی جو بروقت ضرورت نشان بنانے سے بھی نہ بنی۔ ورنہ اگر وہ کل الفاظ ضبط تحریر میں آجاتے تو ناظرین کرام آپ کے بیان کی خوبی و وسعت کا کچھ اندازہ کر سکتے۔ مگر اب تو ہمارے پاس جناب کے خیالات ہی ہیں جنہیں ہم نے اپنے الفاظ میں پیش کرنا ہے۔ اس لئے اگر ہمارے بیان میں بعض ایسے خیالات راہ پا جائیں جنہیں آپ اپنے خیال نہ کہہ سکیں تو ہم کو معاف فرمایا جائے۔ انشاءاللہ آنے والے نمبر میں ہم آپ کے خیالات کو اپنے الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کرینگے۔

لنڈن کی ایک سائنس دان مس جارج نے اعلان کیا ہے کہ انسانی کھوپڑیاں اور چہرے اپنی جسامت میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ یہ تبدیلی نہایت آہستہ آہستہ ہو رہی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ ہمارے چہرے لمبے اور تنگ ہوتے جاتے ہیں۔ (گورو گھنٹال)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔

نجات صرف مسیح ہی سے ہے

خدایا مطلع انوارِ رحمت ساز جانم را
کلید مخزنِ انوار دل گردان بانم را

تمام انبیا اولیا و راہبرانِ دین اس امر پر متفق ہیں کہ انسان کے افعال کا حساب ہوگا۔ خواہ وہ بد ہوں۔ خواہ نیک۔ بدلہ ضرور ہی ملکر رہیگا۔ چنانچہ ہندو سلسلۂ تناسخ پر کاربند ہیں مسلم قیامت میں سزا و جزا پانے کے اُمید وار ہیں اور مسیحیوں نے مسیح کو دین و ایمان کا منجی خیال کیا ہوا ہے۔ چونکہ ہر ایک فرقے کے خیالات نجات کی نسبت الگ الگ ہیں۔ اس لئے لازم و لابدی ہے کہ اُن کے خیالات کی دیکھ بھال کی جائے۔

ا۔ خیالاتِ ہنود اور نجات

ان کا عقیدہ ہے کہ نیک و بد کی جزا و سزا اسی دنیا میں بھگتنی پڑتی ہے اور جب تک انسان بار بار جنم لینے اور مرنے سے رہائی پا نہ لے نجات نہیں پا سکتا ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۱۲۔ اگر اس مسئلہ پر غور کیا جائے اور بفرضِ محال اس کو درست تسلیم بھی کیا جائے تو ممکن نہیں کہ نجات حاصل ہو۔ ہم تو یہاں تک کہنے سے گریز نہیں کرتے کہ ان کی گتی ہی یہی ہے۔

کیونکہ جب بشر درجۂ انسانیت سے گر گیا۔ اور حیوانات کے مرتبہ پر رونق افروز ہوگیا تو وہ خدا کے احکام پر عمل کیسے کریگا۔ مثلاً ایک شخص گدھے کے جنم میں چلا گیا تو بے کسوں کی مدد کیسے کریگا۔ چونکہ اُس نے اس حکم پر عمل ہی نہیں کیا۔ اس لئے نافرمان ٹھہرا اور نافرمانی کی ضرور بضرور سزا ہوگی۔ پس وہ اس سے بھی بُرے جنم میں چلا گیا اور پھر اس سے بھی بُرے جنم میں چلا جائیگا حتٰی کہ وہ کبھی بھی اشرف المخلوقات کے جنم میں نہ آئیگا اور پھر ممکن نہیں کہ اُسکی نجات بھی ہو۔

اب دل میں ایک خیال اُٹھتا ہے کہ خدا نے اگر ہماری سزا و جزا کے لئے تناسخ ہی قائم کیا ہے کہ آئندہ کو انسان بُرے کام نہ کرے۔ اگر ایسا ہی ہے تو سزا کے دو پہلو ہیں۔ ایک عدل اور دوسری انتقام۔

اگر خدا بحیثیت عادل و منصف کے سزا دیتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ کہ فاعل بدی کو اپنی سزا کا علم ہو تا کہ اس کی اصلاح کر سکے۔

۲۔ خلائق کو عبرت حاصل ہو۔

اب بتائیے کہ خدا کس قسم کی سزا دیتا ہے۔ اگر عدل کے اعتبار سے سزا دیتا ہے تو تناسخ کی سزا محض انتقامی ہے۔ جس میں مستوجب سزا کی اصلاح کے بجائے تباہی مقصود ہے۔ عدل کی سزا محض اصلاح کے لئے ہوتی ہے اور وہ تناسخ میں ناپید ہے۔ اس لئے خدا بے انصاف بلکہ ظالم رہ گیا۔ جو سزا پر سزا دیتا ہے اور اس پر بہت خوش ہے نیز اس فرقے کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ خدا گناہ معاف نہیں کرتا بلکہ منصف ہے۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۰۔

حضرات اگر آپ کا خدا ایسا ہی ہے تو کیا ضرورت ہے کہ بشر اس کے سامنے جا کر پرارتھنا کرے اور طالب معافی ہو۔ کیونکہ اس کا کام تو صرف جزا و سزا دینا ہی ہے۔ پس مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ آریہ دھرم میں تصور نجات ہی ناپید ہے۔ نجات کے تصور میں گناہ کی معافی اور گناہ بخشنے والے خدا کا تصور لازمی ہے کیونکہ یہ دھرم میں یہ دونوں باتیں معدوم ہیں۔ پھر صرف نجات کی جگہ تناسخ کا مسئلہ ہے۔ پھر نا معلوم آریہ اصحاب کس بنا پر آریہ دھرم کا غیر آریوں کو اپدیش دینے کی تکلیف اُٹھاتے پھرتے ہیں۔ کیا وہ چاہتے ہیں کہ وہ لوگوں کی نجات دینے والے اور معاف کرنے والے خدا سے گمراہ کر کے کسی متنفر و بے مہر ایشور کا جپ تپ کرائیں! ایسے ایشور کی بندگی کسی گنہگار انسان سے نہیں ہو سکتی جس کے پاس صرف تناسخ ہی تناسخ ہے۔

یہ غفلتیں مبادا اک روز بد دکھائیں۔
دھندلے سے کچھ نشاں ہیں ڈر ہے کہ مٹ نہ جائیں

۲۔ قرآن میں نجات

اب اگر نجات کی تلاش قرآن میں کی جائے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ وہ بھی کسیکو نجات کا وعدہ نہیں دیتا ہے مثلاً قرآن شریف میں لکھا ہے۔

"ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ"۔

یعنی جو ذرہ بھر نیکی کا کام کریگا اُس کا اجر پائیگا اور جو ذرہ بھر بدی کا کام کریگا اُسکی سزا پائیگا۔

سورۃ بقر آیت ۴۸ میں لکھا ہے کہ اُس دن سے ڈرو کہ جب کوئی آدمی کسی آدمی پر بھروسہ نہ رکھیگا اور نہ اُس کی سفارش منظور کی جاویگی۔ نہ اس سے بدلہ لیا جاویگا۔ اور نہ مدد ملیگی۔

پھر آیت ۸۰ اسی سورۃ میں یوں درج ہے۔ کہ یہ وے لوگ ہیں کہ جنھوں نے آخرت کے بدلے اِس دنیا کی زندگی مول لی اُس کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ مدد ملیگی۔

پھر سورۃ رعد آیت ۳۷ و ۴۰ میں یوں آیا ہے۔ کہ ہم نے قرآن عربی میں اُتارا۔ اور اگر تو بعد حصول اس علم کے اُن کی خواہشوں پر چلا (تو اللہ کے سوا بچانے والا کوئی حامی اور مانع نہ پائیگا) تیرا ذمہ صرف پیام پہنچانا ہے اور ہمارا احساب لینا۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ خداوند صرف منصف ہے۔ اور ہر ایک کو اُس کے اعمال پر اجر دیگا۔ جس سے روشن ہے کہ نجات کا صحیح تصور اس میں بھی پایا نہیں جاتا ہے۔ اس کے سوا وہ تو نجات بالاعمال سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ جسے چاہیگا بخشیگا اور جسے چاہیگا سزا دیگا۔ کیونکہ ہر شے پر قادر ہے۔ سورۃ مائدہ آیت ۲۳ و ۴۰ بتلاتی ہے کہ خدا جسکو چاہتا ہے معاف کرتا ہے۔ جسکو چاہے عذاب دیتا ہے۔

ان آخری آیات میں تصور نجات کا تو قیام کیا گیا ہے پر نجات بالاعمال کی تعلیم کا قیام نہیں رکھا گیا ہے۔ اگر

۳۔ مسیحی نجات اور عاصیوں کو خوشخبری

اب اگر بائبل کی تلاوت کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ یسوع مسیح نجات کو اپنی ذات پاک پر منحصر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "اے تم جو تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا" متی ۱۱: ۲۸۔ پھر آپ اس طرح بھی فرماتے ہیں۔ کہ دروازہ میں ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائیگا۔ اندر باہر آئے جائیگا اور چراگاہ پائیگا۔ یوحنا ۱۰: ۹۔

اعمال ۴: ۱۲ میں لکھا ہے کہ کسی دوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا کہ جس سے ہم نجات پا سکیں۔ باقی رہا کہ خدا منصف اور رحیم ہے وہ یوحنا ۳: ۱۶ آیت سے صاف ظاہر ہے جس کو تمام انجیل کا نچوڑ بھی کہتے ہیں کہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ نجات پائے۔ اس کے سوا بائبل میں نجات کی نسبت بہت حوالے مل سکتے ہیں مثلاً لوقا ۱۹: ۱۰، یوحنا ۴: ۹۔ ۱۰: ۲۹ و ۲۶: ۵۱ و ۱۰: ۹-۱۱ و ۱۷: ۴ و ۲۰: ۳۱ وغیرہ

پس اے بحرِ عصیاں میں ڈوب ڈوب کر مرنے والو دیکھو اور سنو کہ فرشتگان کیا کہہ رہے ہیں۔ اُن کی آواز پر کان دھرو۔ جو اس طرح پر سنائی دیتی ہے کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا یعنی مسیح خداوند۔ لوقا ۲: ۱۱۔ آؤ اس منجی سے مفت نجات حاصل کرو۔

مبارکباد دنیا میں یہ ایسا وہ جبیں آیا
سلامت با کرامت نور قلب مومنیں آیا
ہوا شافعی وہ دیکر جاں گنہگاران دنیا کا
در جنت کھلا ہے جب سے وہ مہر جبیں آیا

راقم۔ جان دانیل امام دین۔

گناہ اور موت

گناہ کی مزدوری موت ہے۔ مگر خدا کی نعمت ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ہمیشہ کی زندگی۔ رومیوں ۶: ۲۳۔

اکثر بہت لوگ یہ جھوٹی امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ رحم کر کے ضرور گناہ معاف کریگا۔ پیارے ناظرین جن لوگوں کا یہ خیال ہے اُن کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ گناہ کی تاثیر آدمی کے دل پر ایسی ہے جیسے زہر جو سارے بدن میں ۔۔۔ اثر کر جاتا ہے۔ یقیناً گناہ کا ڈنک موت ہے۔

اقرنتیوں ۱۵: ۵۶-۵۷۔ گناہ زہر قاتل ہے اور اس مرض سے بدن اور روح دونوں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جس حال گناہ کی مزدوری موت ہے تو کسی آدمی کو چھوڑ نہ دیگا جب تک عدل و انصاف پورا نہ ہو۔ نہیں تو راستی راستی نہ ہوگی اور حکم عبث۔

سوال لازم آتا ہے کیا گنہگار اس جہان میں بغیر سزا پائے بچ جائینگے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ انسان اپنے خیال اور تجربہ سے معلوم کر سکتا ہے کہ ہر ایک گنہگار کے لئے سزا ہے۔ خدا کا پاک کلام ہم کو ہدایت کرتا ہے۔ پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں۔ اعمال ۳: ۱۹۔

جب ہمارے والدین نے گناہ کیا تو خداوند خدا نے کہا کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا ہے اور اب ایسا نہ ہو کہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ کھا لیوے اور ہمیشہ تک جیتا رہے۔ اس لئے ناظرین خدا تعالےٰ نے ان کو باغ عدن سے نکال دیا تاکہ زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے۔ چنانچہ خدا نے آدم کو نکال دیا اور باغ کی پورب کی طرف فرشتوں کو چمکتی تلوار کے ساتھ جو چاروں طرف پھرتے تھے مقرر کیا کہ

درخت حیات کی راہ کی نگہبانی کریں۔ پیدائش ۳ در ۲۲ سے ۲۵ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے آدم کے گناہ کو معاف نہیں کیا بلکہ اُس کو سزا دی اور حیات کے درخت کی نگہبانی کرائی۔ تاکہ آدم اس میں سے نہ کھاوے کہ جیتا رہے۔ اس واسطے آدم کے حصہ میں موت آئی تھی۔

عرصہ ہوا کہ آدمیوں کا شمار دن بدن بڑھتا گیا اور ساتھ ہی اُن کی بُرائی اور بدی بھی بڑھتی گئی۔ تب خدا نے ارادہ کیا کہ سوا نوح کے اور اس کے گھرانے کے کل آدمزاد کو طوفان سے ہلاک کرے۔ اور خدا نے نوح کو کشتی بنانے کے لئے حکم دیا۔ کشتی تیار ہو گئی۔ نوح اور اُس کا گھرانا اس میں بیٹھے اور دروازہ بند ہو گیا۔ تب بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ نکلے اور آسمان کی سب کھڑکیاں کھل گئیں اور چالیس دن رات زمین پر بارش کی جھڑی لگ رہی اور پانی بھر گیا اور کشتی زمین سے اُٹھ گئی۔ سب اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے تھے چھپ گئے اور پندرہ ہاتھ پانی اُن کے اوپر بڑھ گیا اور پہاڑ ڈوب گئے اور سب جاندار و انسان مر گئے۔ فقط نوح اور اس کے ساتھی کشتی میں تھے بچ گئے۔

پیارے صاحبان۔ افسوس ان غافل اور لاپرواہ بدکار لوگوں کا جنہوں نے نوح کی نصیحت کو بھی قبول نہ کیا اور نہ اُس کی بات مانی۔ آخر طوفان آیا اور سب کو بہا لے گیا۔ جب پانی بڑھتا ہوگا تو اس وقت ان کے خیالات کیسے پریشان ہونگے۔ اور نہ صرف پریشان ہونگے بلکہ بہت گھبراہٹ میں بھی ہونگے۔ لیکن سب پر موت آ گئی اور کشتی میں داخل ہونے کا موقع نہ ملا کیونکہ خدا نے خود اُس کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ جس کو خدا نے بند کیا بھلا اُسے کون کھول سکتا تھا۔ موقع جاتا رہا۔ وقت ٹل گیا۔ دروازہ بند ہوا پانی بڑھ گیا اور کشتی جس میں نوح کے پیارے تھے بہنے لگی۔ اور نافرمان لوگ پہاڑوں پر چڑھ کر درندوں کا شکار بنے اور بے بس ہو کر مر گئے۔ اب بتاتے کہ معافی کا کیا ذکر ہے پھر بنی اسرائیل کی تواریخ سے پتہ چلتا ہے۔ جب اُنہوں نے خدا کے حکموں کو توڑا تو اُس نے کال اور مری اور لڑائی سے سزا دی۔ اسیر ہو کر ایک دور کے ملک میں ہانکے گئے۔ جیسا کہ آج تک یہودی آوارہ پھرتے ہیں نہ اُن کی کوئی ہیکل اور نہ کوئی بادشاہ نہ ملک۔

ناظرین! کچھ ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ اس کے ثبوت اور مثالیں پیش کی جائیں۔ ہر ایک کا دل گواہی دیتا ہے کہ خدا ضرور انصاف کریگا۔ اور ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ دو ہی جگہیں ہیں۔ ایک بہشت اور دوسرا دوزخ جہاں پر ہر ایک کی آخری منزل ملے ہوگی۔ میرے بھائیو یقین کر جاؤ کہ خدا عادل ہے۔ اس واسطے جب وہ عادل ہے تو راستی سے عدالت بھی کریگا اور ہر ایک انسان کی ضمیر بھی اُس کو مجرم ٹھہراتی اور قائل کرتی ہے۔ خدا کا پاک کلام ہم کو بتلاتا ہو کہ یسوع مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہر سکتا ہے۔ ہر ایک گنہگار۔ کیونکہ جس طرح ایک آدمی کے سبب سے دنیا میں گناہ آیا اور گناہ کے سبب موت آئی۔ اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی۔ اس لئے کہ سب نے گناہ کیا۔ اسی طرح یسوع مسیح کے سبب زندگی۔ رومیوں ۳ در ۲۳ سے ۲۵ تک اور ۵ در ۱۲۔

راقم۔ این۔ سالومن۔

معزول مہاراجہ اندور شکر دار کو اندور سے کراچی کو روانہ ہوئے۔ سٹیشن کے اندر اور باہر ہجوم کثیر جمع تھا۔ مسٹر گلینسی کے قائم مقام کی حیثیت میں مسٹر جے ٹریس سکریٹری ایجنٹ گورنر جنرل اور دیگر کئی اہلکاران ریاست اُن کو الوداع کہنے کو موجود تھے۔ (عام)

موضع کیراولی قصبہ خورجہ ضلع بلند شہر میں اصطباغ

نہایت خوشی کے ساتھ خبر دی جاتی ہے کہ خداوند مسیح اپنا کام عجیب طرح سے کرتا ہے۔ اس موضع میں اکثر ہم لوگ کئی سال سے بغرض شکار جایا کرتے ہیں اس گاؤں کے لوگ خصوصاً مسلمان ہم لوگوں کے ساتھ نہایت خوشی سے پیش آتے ہیں۔ قریباً ایک سال ہوا جبکہ وہاں کے چماروں نے ہم لوگوں سے درخواست کی کہ اُنکو عیسائی کر لیا جائے۔ پر ہم لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ لوگ محض دل لگی کرتے ہیں اس کا خیال نہ کیا۔ مگر جب ان لوگوں نے بہت زور دیا تو ہم لوگوں نے ان کو مسٹر جان ہڑس کے ساتھ جناب پادری ہارڈی صاحب بہادر سی۔ ایم۔ ایس بلند شہر کے پاس بھیج دیا۔ جنہوں نے فوراً مع اپنے چند کیٹی کسٹوں کے موضع مذکور میں پہنچ کر ان لوگوں سے گفتگو کی اور یہ معلوم کر کے کہ یہ لوگ واقعی عیسائی ہونے پر آمادہ ہیں ان کو تعلیم دینا شروع کر دی۔ عورتوں کی تعلیم کے واسطے مس پیرین صاحبہ زنانہ مشن خورجہ اور مسز او جیڈا یہ مقرر ہوئیں۔ جنہوں نے ملکر ایک ماہ کے اندر بہت سی تکلیفیں اُٹھا کر ان کو مسیحی تعلیم دی۔ اگرچہ مخالفوں یعنے آریہ سماجیوں نے بہت کچھ مخالفت کی مگر مس صاحبہ نے کہا کہ چاہے میری جان جاتی رہے مگر میں پیچھے نہ ہٹونگی۔ چنانچہ اُن کی محنت بارآور ہوئی۔ ۲ فروری سنہ ۱۹۲۳ء کو ایک باغ میں جو موضع مذکور کے قریب ہے نہایت عالیشان شامیانہ لگایا گیا اور باغ کو جھنڈیوں سے سجایا گیا اور بارہ بجے دوپہر کو ۲۷ مرد و عورت اور بچوں نے بدست جناب پادری ہارڈی صاحب اصطباغ پاکر مسیحی جماعت میں شمولیت حاصل کی۔



اور جناب راس صاحب نے اُن کے مسیح میں پیوند ہونے پر ایک پُرتاثیر وعظ کیا جس سے سامعین کو بہت فائدہ پہنچا۔ اس موقع پر جو حاضرین جلسہ کو رونق دے رہے تھے اور خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے ان میں سے مس پیرسن صاحبہ و مس آبرن صاحبہ اور مس واکر صاحبہ از خورجہ بلند شہر اور مس الیٹ صاحبہ تھیں۔ ان کے مسیحی ہونے کے وقت جناب گوبر صاحب سینٹری انسپکٹر مسٹر نیر مس۔ ڈاکٹر نیوٹن او بڈایہ اور سی۔ کے او بڈایہ ابو سیلاس ذیمیتی و جوڈہ اور بہت سے مسیحی بھائی بہن حاضر تھیں اور قرب وجوار کے دیہاتوں سے قریباً ۵۰۰ ہندو مسلمان حاضر تھے۔ خدا ان کو استقامت بخشے۔ آمین۔

ڈاکٹر ای۔ این او بڈایہ۔

انہار پنجاب کی ماہانہ رپورٹ

دائمی اور سیلابی نہروں کی کارگذاری

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ماہ جنوری کے دوران میں موسم غیر معمولی طور پر خشک رہا۔ دریاؤں میں پانی کم رہا اور گذشتہ سال کے مقابلہ میں نہر کے پانی کی بہم رسانی بھی نسبتاً کم تھی۔ اینٹار فصلوں کے لئے دریاؤں سے پانی کا آخری قطرہ لینے کی کوشش کی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اب آبپاش علاقہ کی فصلیں عمدہ حالت میں ہیں گو امساک باراں کا اثر غیر آبپاش علاقوں میں ہو رہا ہے۔ ماہ جنوری کے آخر میں دائمی نہروں سے جو رقبہ آبپاش ہوا اس کی میزان ۷۱۸۰۴۲ ایکڑ تھی گذشتہ سال یہ رقبہ ۷۲۶۶۲۸۰ ایکڑ تھا۔ اگرچہ مطلع کئی بہت زیادہ ابر آلودہ نہیں رہا تاہم نہر سرہند کے بعض رقبوں خصوصاً ضلع فیروزپور کی تحصیل مکتسر میں سطح زمین پر پپڑی جم گئی۔

بقایا اراضی کی فروخت بذریعہ نیلام

نہر لوئر چناب کے نوآباد دیہات میں بقایا اراضی کا ایک کثیر رقبہ نرم شرائط پر بذریعہ نیلام "ڈمیٹڈ" فروخت کیا جا رہا ہے۔ فروخت کا یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک جاری رہیگا۔ جو لوگ اس نہر پر آباد ہیں اُن کے لئے نئی زمین خریدنے کا اچھا موقع ہے۔

دریائے جہلم اور چناب کے پانی کو انہار اپر جہلم لوئر جہلم اپر چناب لوئر چناب اور لوئر باری دوآب میں تقسیم کرنے کے لئے جو دقت پیش آئی اس نے نہروں کی آبی تقسیم کے مسئلہ کو نہایت اہم بنا دیا ہے۔ دریاؤں کے پانی کو نہروں میں باسلوب احسن تقسیم کرنے کے لئے پرانی طرز کی نالیوں کی بجائے جدید ترین آلات تقسیم جو "سے۔پی۔ایم" کے نام سے موسوم ہیں کام میں لائے گئے ہیں ان کے ذریعہ پانی ترتیب کے ساتھ اور خود بخود تقسیم ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی تقسیم کرنے والی "کھالوں" کے صدر مقام پر جو پرانی طرز کے دروازے تھے وہ بھی بدل دیئے گئے ہیں اب میٹر کے ذریعہ پانی کی مقدار کا خود بخود اندازہ لگ سکتا ہے۔ لوئر چناب مغربی سرکل میں اس معاملہ پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اب وہاں چار بڑے ڈسچارج میٹر بڑی برانچوں پر اور چند میٹر چھوٹی برانچوں پر نصب کئے گئے ہیں۔

ایک شکایت کا ازالہ

ایک دو طرف سے اس امر کے متعلق شکایت موصول ہوئی کہ حال میں نہر لوئر چناب کو اتنی دیر تک بند کیوں رکھا گیا۔ لیکن عوام کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب ایک نہر بند کی جائے تو اُس کی تہ میں تعمیر کا کام شروع ہونے کے لئے کم از کم ایک ہفتہ کا عرصہ درکار ہے تاکہ پانی اچھی طرح خشک ہو جائے اور اگر تعمیر کا کام اہم ہو مثلاً ڈسچارج میٹر لگانے ہوں تو بیس دن تک نہر کا بند رہنا ضروری ہے۔ ان میٹروں کے ذریعہ پانی کی تقسیم میں بے حد سہولت ہوگی اور ان کا فائدہ اس دقت کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ ہے جو عوام کو سال میں ایک مرتبہ رجب پانی کی اشد ضرورت نہیں ہوتی نہر کے بند ہو جانے سے ہوتی ہے

سیلابی نہریں

ماہ جنوری میں کل سیلابی نہریں خشک تھیں۔ لیکن فصلیں اچھی خاصی حالت میں ہیں۔ پانی چھوڑنے کے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے آٹھ اور دس ہزار کے درمیان آدمی کام کرنے پر لگائے گئے ہیں۔ اغلب ہے کہ ۱۹۲۶ء میں نہر سیلیں میں اس "ویر" سے پانی حاصل ہو جو ابھی پلاہ میں بنایا گیا ہے۔

ستلج ویلی پراجیکٹ

گذشتہ موسم سیلاب کے اختتام پر دریا کے گہرے اور سب سے بڑے بہاؤ کی یہ حالت تھی کہ فیروزپور میں ویر تعمیر کرنے والے انجینئر اس کو آگے سے بدتر حالت میں سمجھتے تھے۔ کیونکہ دریا کا پانی ویر کے اس رکزی حصے میں سے گذر رہا جسکی تعمیر ابھی شروع نہیں کی گئی تھی۔ اس حالت کو درست کرنے کے لئے ویر کے مغربی بہاؤ کے ارد گرد ایک مصنوعی بند بنایا گیا اور دریا کے قدرتی رُخ کو بند کر دیا گیا۔ دریائے ستلج جیسے دریا جس کی تہ میں ریت کا ٹھکانا نہیں بند کرنے کا کام ان نہایت دقت طلب کاموں میں سے ہے جو ہندوستان میں انجینئروں کو سرانجام دینا پڑتے ہیں۔ دوران عمل میں ذرا سی رکاوٹ بھی ہو جائے تو اس سے عین نازک موقع پر تعمیر کے ناکام رہنے کا اندیشہ ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ خرچ کیا ہوا کل روپیہ اکارت جائے۔ دریا کو بند کرنے کے لئے ابتدائی انتظام جو ویر پر کیا گیا تھا۔ وہ دسمبر میں مکمل ہو گیا اور دریا کو بند کرنے کے متعلق عمل کام جنوری میں کامل کامیابی کے ساتھ شروع ہوا۔ ابتدائی انتظام کے دوران میں یہ لازمی ہے کہ دریا کے رُخ کو ایک تنگ رودبار کی صورت میں

رہا جائے جہاں دریا کو بند کیا جاتا ہے وہاں دریا کی نذ کی حفاظت کے لئے سرکنڈے کی چٹائیاں استعمال کی جائیں کشتیوں کا پل بنایا جائے اور پتھر جمع کئے جائیں وغیرہ وغیرہ۔ اس عمل سے دریا کے پانی کو بتدریج ایک خاص مقام پر لاکر بالکل بند کر دیا گیا۔

پنجاب میں روئی اوٹنے کے نئے کارخانے چلانیوالونکو اطلاع

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

روئی اوٹنے اور دبانے کے کارخانجات کے ایکٹ نمبر ۱۲ مصدرہ ۱۹۲۵ء کی ۹ (۱) ب اور قواعد مشتہرہ زیر ایکٹ مذکور کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ دفعہ مذکور کا منشا یہ ہے کہ کارخانے ایسے نقشوں اور نمونوں کے مطابق تعمیر کئے جائینگے جنکو مجوزہ حاکم نے منظور کیا ہو" اس دفعہ کی اغراض کے لئے مجوزہ حاکم پراونشل کاٹن کمیٹی کا چیرمین ہے۔ پراونشل کاٹن کمیٹی کے چیرمین صاحب ڈائرکٹر زراعت پنجاب لاہور ہیں اور ایسے کارخانوں کے تمام نقشے عمارت شروع کرنے سے پہلے ہمیشہ صاحب موصوف کے نام برائے منظوری ارسال کرنے چاہئیں۔

لاہور　　دستخط۔ مظفر خاں

۳۰-۳-۲۶　　ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو پنجاب۔

روغنی تخم اور السی کی فصل ربیع کا دوسرا تخمینہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

۱۹۲۳ء و ۱۹۲۴ء سے پہلے پانچ سال کے اندر اوسطاً پنجاب کے جس قدر رقبہ میں روغنی تخم اور السی بوئی گئی وہ برطانوی ہند کے کل رقبہ کا جس میں روغنی تخم اور السی بوئی گئی قریباً ۱۲٫۹ اور ۹ فی صدی الترتیب تھا فصل ربیع میں تورہ یا سرسوں رائی تارامیرا اور السی کے رقبہ کاشت کا اندازہ ذیل کے نقشہ سے واضح ہوگا۔

	روغنی تخم	السی
ابتدائی تخمینہ	۹۹۹۷۰۰ ایکڑ	۳۱۷۰۰ ایکڑ
دوسرا تخمینہ	۸۷۹۷۰۰ ایکڑ	۳۱۸۰۰ ایکڑ

ابتدائی تخمینہ کے بالمقابل دوسرے تخمینہ میں ۱۲ فی صدی کی تخفیف ہوئی۔ کل رقبہ کاشت میں سے ۴۷۵۵۰۰ ایکڑ زمین آبپاش اور ۴۰۴۲۰۰ ایکڑ غیر آبپاش ہے۔ تورہا کا رقبہ کاشت جو مذکورہ بالا کل رقبہ کاشت میں شامل ہے ۴۳۴۶۰۰ ایکڑ ہے جس میں صرف ۴۵۶۰۰ ایکڑ غیر آبپاش ہیں۔ السی کا رقبہ کاشت ابتدائی تخمینہ کے قریب ہے اور گذشتہ سال کے اصل رقبہ سے بقدر ۲ فیصدی زیادہ ہے تورہا کی فصل تقریباً فراہم کی جا چکی ہے اور اس کی پیداوار عام طور پر معمولی ہے۔ دیگر روغنی تخموں کی حالت معمولی حالت کا ۹۰ فیصدی ہے۔

فصل گندم بابت سال ۲۶-۱۹۲۵ء کا دوسرا رقبہ
پنجاب کے برطانوی علاقہ اور ریاستوں میں فصل گندم کی حالت

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

۲۴-۱۹۲۳ء سے پہلے ۵ سال کے اندر اوسطاً پنجاب کے جسقدر رقبہ میں گندم بوئی گئی وہ برطانوی ہند کے کل رقبہ کاشت گندم کا تیس فیصدی تھا۔ برطانوی ہند اور پنجاب میں آبپاشی رقبۂ گندم کا تناسب سالہائے مذکورہ کے دوران میں اوسطاً ۴۲ اور ۴۵ فیصدی بالترتیب تھا

مزید بارش کی اشد ضرورت

اس وقت برطانوی علاقہ میں رقبۂ کاشت گندم کی میزان ۹۳۳۰۱۰۰ ایکڑ یا تقریباً وہی ہے جو گذشتہ جنوری کے ابتدائی تخمینہ میں مندرج تھی موجودہ اندازہ گذشتہ سال کے دوسرے تخمینہ کے مقابلہ میں ۷ اور اصل رقبہ کے مقابلہ میں ۳ فیصدی کم ہے۔ ۵ سالہ اوسط کے مقابلہ میں ۳ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔

امساک باراں کی وجہ سے موسم فصل گندم کے لئے بہت موافق نہیں رہا۔ دسمبر میں کوئی بارش نہیں ہوئی اور جنوری کی بارش تحت الاوسط رہی۔ جنوری کے پہلے نصف حصہ اور فروری کے اوائل میں صوبہ کے مختلف حصوں میں جو بارش ہوئی وہ مفید تھی لیکن علی الخصوص غیر آبپاش رقبہ کی فصل کے لئے ناکافی تھی۔ فصل کی حالت معمولی درجہ کا ۹۱ فیصدی ہے۔ ہر جگہ بارش کی اشد ضرورت ہے۔

دیسی ریاستوں کا رقبہ کاشت

اس وقت دیسی ریاستوں میں گندم کا رقبۂ کاشت ۱۱۰۱۴۰۰ ایکڑ ہے جو گذشتہ سال کے اسی عرصہ کے تخمینہ سے ۲۹ فیصدی اور آخری رقبہ سے ۱۳ فیصدی کم ہے۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ استادہ فصلوں کی حالت آبپاش رقبوں میں عام طور پر خاصی اور غیر آبپاش رقبوں میں تحت الاوسط ہے۔

دُرِّ حقیقی

مہاتما سندر سنگھ کی یہ تازہ تصنیف ہے جو آپ نے قیام سبا ٹھو میں تصنیف فرما کر مسیحیوں پر کمال احسان کیا ہے۔ یہ کتاب کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا نے بمعرفت پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور سے شائع فرمائی ہے جسکی ضخامت ۵۰ صفحہ کی ہے کاغذ و کتابت لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ ہے قیمت صرف ۳ ر رکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے مضامین نہایت عام فہم اور مفید ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ مثلاً خلوت میں خداوند کے ساتھ۔ دل میں خدا کے لئے اشتیاق۔ خدا کو جاننا دکھ اور درد۔ بدی کیا ہے۔ خراب زندگی اور برے خیالات مسیح میں زندگی۔ آخر کار کل انسان توبہ کر کے خدا کی طرف پھرینگے۔ خدا کی بادشاہت اخلاق اور خوبصورتی نکتہ چینی اور مخالفت۔ خدمت اور خود انکاری

واقعات اور رائیں

مہاتما سندر سنگھ اور ریاستوں میں مسیحی خدمت

ہمیں سباتھو سے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے قابلِ فخر مہاتما سندر سنگھ صاحب بعض ریاستوں میں مدعو ہوئے اور وہاں آپ نے خداوند یسوع مسیح کی بشارت سنائی جسکا نہایت اچھا اثر ہوا آپ بعض دوسری ریاستوں میں بھی بروقت ضرورت مسیحی خدمت کرنے کو تیار ہیں۔ ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ خداوند اپنے جلال کے لئے نہ صرف ریاستوں میں بلکہ تمام ملک ہند میں آپکو استعمال فرمائے۔ آمین۔

کلکتہ میں ہندو مسلم فساد

ہندوستان کے فرزند ذرا سی بات پر موافقت و امن پسندی اور ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا احترام نہ معلوم کب سیکھینگے جس قدر گورنمنٹ اور ہندو مسلم رہنماؤں کی طرف سے باہمی مصالحت و موافقت پر زور رہے۔ اس سے بڑھ چڑھ کر ہر میں باہمی نفرت کا خوفناک اظہار ہوتا جاتا ہے۔ اگرچہ یوم امن و صلاحیت سے گذرتے ہیں تو پھر باہمی قہر و غضب کا شعلہ اس قدر روشن ہو جاتا ہے کہ روکنے اور بجھانے سے نہیں رکتا ہے۔

۲ اپریل کا واقعہ ہے کہ ایک طرف سرزمین ہند سے لارڈ ریڈنگ ولایت کو رخصت ہو رہے ہیں اور نئے ویسرائے بمبئی میں کشور ہند کی عنان حکومت اپنے دست مبارک میں لے رہے ہیں پر دوسری طرف کلکتہ میں اور ہند کے فرزند آپس میں باہمی فساد میں مشغول ہیں چار روز تک آپس میں خوب لاٹھی خنجر وغیرہ چلتا رہا بہت سے لوگ آتش فساد کی نذر ہوئے۔ ۵۰ کے قریب زخمی ہوکر ہسپتالوں میں داخل ہوئے۔ بعض اخبارات نے ۳۰ کی موت اور تین سو زخمی کی خبر شائع کی ہے۔ مالی نقصان کا ہنوز اندازہ نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ فساد آریہ سماج کا مسجد کے قریب باجا بجانے کے سبب شروع ہوا۔ مسجد میں مسلمان اسوقت بالکل نماز جمعہ میں مصروف تھے۔

کانگرسی سرگرمیوں کا انجام

اخبارات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کانگرسی پروگرام کو عمل جامہ پہنانا ہر روز مشکل و دشوار ہوتا جاتا ہے۔ خیالات تو یہ تھے کہ کونسلوں اور اسمبلی میں ہوکر ایسے تجربے حاصل کئے ہیں جو انہیں سوراجیہ تک پہنچنے میں ناکامی کا ہی منہ دکھاتے ہیں۔ اب بھی اگرچہ کونسلوں کے لئے امیدواروں کے انتخاب کی سرگرمی سے کوششیں کی جا رہی ہیں پر سیاسی پارٹیوں کے اتحاد کا شیرازہ بھی بکھر رہا ہے۔ لوگ انتخاب کے مواقع پر اپنے ووٹ نامعلوم کس کس پارٹی کے ممبروں کی نذر کرینگے۔ کانگرسی حلقوں میں اور بھی اس بات سے پریشانی بڑھ گئی ہے کیونکہ لالہ لاجپت رائے و پنڈت سنتانم۔ ڈاکٹر گوپی چند صاحبان پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی اور ایگزکٹو کمیٹی سے مستعفی ہو گئے۔ دیگر ممبران نے بھی استعفے داخل کر دیئے ہیں (۶ اپریل ہند سے ماتزم) مصلحت نامعلوم ہے۔

یورپ کی عالمگیر جنگ کی قربانیوں کا فرانسیسی اندازہ

گذشتہ جنگ یورپ میں اقوام یورپ کی آبادی کا جو نقصان فرانس کے شمار میں آیا ہے وہ حسب ذیل ہے فرانس کی فوج جو آتش جنگ سے مقتول ہوئی یا لاپتہ ہو گئی اُس کا شمار ۱۳۶۲۰۰۰ ہے۔ فرانس کی کل آبادی کا نقصان باقی تمام اقوام جنگ سے زیادہ ہوا ہے جو ۲۸ جانوں میں سے ایک جان کا نقصان تسلیم کیا گیا ہے۔ جرمنی کی کل آبادی کے ۳۵ میں سے ایک جان کا۔ آسٹریا۔ ہنگری کی کل آبادی میں ۵۰ آدمی پیچھے ایک آدمی کا۔ گریٹ برٹن کی کل آبادی میں سے ۶۶ پیچھے ایک آدمی کا۔ اٹلی کی کل آبادی میں ۷۹ پیچھے ایک آدمی کا۔ امریکہ کی کل آبادی میں سے ۲۰۰۰ پیچھے ایک آدمی کا نقصان جنگ میں ہوا تھا۔ فرانس کی بابت نقصان آبادی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جنگ کے بعد فرانس کی کل آبادی صرف ۴۰۰۰۰۰۰۰ جانوں کی رہ گئی تھی۔ فرانس کو اپنی آبادی سب سے زیادہ مہنگی پڑی۔

الفضل قادیانی کی خدادانی

ہمعصر الفضل مطبوعہ ۲ اپریل میں لکھتا ہے کہ ہم لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی صفات مخصوصہ میں سے کوئی ایک صفت بھی حضرت مسیح موعود (قادیانی نبی) علیہ السلام کو حاصل نہ تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ محض بشر تھے۔ مگر مطبوعہ ۶ اپریل میں خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ

(روزے دار) رمضان کے دنوں میں خدا تعالیٰ کا مظہر بننے کی کوشش کرتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس طرح خدا تعالےٰ کی مشابہت اختیار کرنیوالا ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ جس سے الوہیت کے سمجھنے کی طاقت اسے حاصل ہوتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روزے کی جزا خود خدا تعالےٰ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب تک انسان میں خدا کی صفات جلوہ گر نہ ہو جائیں وہ نجات نہیں پا سکتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن خدائی صفات کا مظہر ہوکر خدا اور الا فرد ہو جاتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا اور بندہ کے درمیان جو روکیں ہیں وہ دور ہو جائیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو روک اوٹ کا باعث ہو جاتی ہیں۔ اس وقت تک خدا کا فضل انسان کے اندر داخل ہوکر اُسے خدا کا جلوہ گاہ اور مظہر نہیں بناتا۔ جب تک وہ دور نہ ہو جائیں۔

ہمیں اس بات سے تو کمال خوشی حاصل ہوئی کہ تقدس آب خلیفہ ثانی کی الہیت دانی مرزا صاحب کی الہیت دانی سے بہتر ہے۔ شائد اسی وجہ سے الفضل نے مرزا صاحب کو خدا کی صفات سے محروم فرمایا ہے بہر حال خلیفہ ثانی کے خیالات ناظرین کرام کی توجہ کے ضرور محتاج ہیں۔

نئے وائسرائے صاحب کی لاہور میں آمد آمد ہو رہی ہے۔

لنڈن ۴ اپریل۔ فولاد اور لوہے کی تجارت برابر بڑھ رہی ہے۔ گذشتہ ماہ میں جو برآمد ہوئی ہے اُس کا وزن ایک لاکھ ۱۳ ہزار پونڈ تیرہ ٹن ہے۔ جو گذشتہ دو سال کے عرصہ میں سب سے زیادہ ہے اس میں سے ۲ ہزار ٹن جنوبی امریکہ گیا ہے اور ۸ ہزار ٹن ہندوستان اور سیلون۔

بندے ماترم

لنڈن ۴ اپریل صبح کا بلیٹن مظہر ہے۔ کہ شہزادی وکٹوریا کی صحت میں بہت کم ترقی ہوئی ہے۔

(رر)

پیرس یکم اپریل ایوان عام (چیمبر) نے مٹی کے تیل کی برآمد کے اجارے کا قانون ۵۰۶ ووٹوں کے مقابلہ ۲۹۳ کی تائید سے منظور کر دیا۔ یہ قانون آج ہی نافذ ہو جائیگا۔ اس طرح سے اب تیل کی درآمد حکومت کے ہاتھ آجائیگی

(رر)

پیرس ۳۔ اپریل۔ یہاں کسی قدر تاخیر کے بعد اب یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جرمن نوآبادیات کے متعلق موسیو بریان نے جو بیان دیا تھا اس کے غلط معنے لے گئے ہیں۔ موسیو مذکور نے صرف اتنا کہا تھا کہ لیگ اقوام کا ممبر ہونے کے بعد جرمن کو وہ تمام حقوق حاصل ہو جائیں جو دیگر ممبروں کو حاصل ہیں۔

(رر)

کولمبو ۳۱ مارچ۔ حکومت سیلون اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ جس طرح انگلستان میں بچوں کو مار ڈالنے کے متعلق ایک قانون ہے۔ سیلون میں بھی ہونا چاہیے۔

(رر)

کلکتہ میں ۵ اپریل کو امن بحال ہونے کے بعد ۶ اپریل کو پھر فساد ہو گیا۔ ۵۰ ہلاک ۔ ۴۰۰ زخمی ۔ ۳۰۰ گرفتار ہو چکے

(رر)

جبکہ آپ نے منطق اور فلسفہ کو ٹھکرا دیا۔ غرض محض یہ تھی کہ پادری صاحب اگر توحید محضہ کی تردید بربنائے منطق و فلسفہ کریں اور مولوی صاحب لاجواب ہوجائیں تو لوگوں کے ایمان میں کوئی تبدیلی نہ ہوجائے۔ مگر شانِ خداوندی ہے کہ جس فلسفہ و منطق کو ٹھکرایا۔ آپ نے اسی کو تقریریں اور اسی کو مباحثہ میں استعمال کیا۔ بہرحال فلسفی اور منطقی مسلمانوں کا شیشۂ افتخار چکناچور ہوگیا اور ہوا بھی مولانا صاحب کے ٹھکرانے سے

گھر پر تو اپنے سب کو ہے دعوئ مردمی
میدان کارزار میں جو ٹھہرے تو مرد ہے

(باقی آئندہ) خان

تعلیم اور تعمیل

اور انہیں سکھاؤ کہ ان سب باتوں پر جن کا میں نے حکم دیا ہے عمل کریں۔ متی ۲۸: ۲۰۔

جیسا کسی اگلے زمانہ یعنی خود رسولوں ہی کے وقت میں بعض ایماندار جنس نے مقدس پولوس کی تعلیم ایمانیہ کی غلط فہمی سے حسن عمل سے روگردانی شروع کی تھی اور مقدس یعقوب کو ان کی تنبیہ کے لئے اپنا خط تحریر کرنا پڑا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے واہی آدمی تجھے کب معلوم ہوگا کہ ایمان بے عمل کے مردہ ہے۔ اسی طرح سے آجکل کے بعض خوش فہم ہر قسم کی آزادی پر دلدادہ تعلیم اور تعمیل کی غلط فہمی کی بنیاد پر عقائد نامجات مسیحیہ سے گریز کرتے اور اوروں کو بھی گریز کرنا سکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عقائد نامجات الہامی نہیں ہیں وہ انسانوں کی طرف سے ہیں۔ پس آج ہم سرسری طور پر دیکھنا اور دکھانا چاہتے ہیں کہ آیا ان حضرات کا دعوےٰ بنیاد والا ہے یا بے بنیاد۔

واضح رہے کہ خداوند نے اپنی کلیسیا قائم کرتے وقت اس کو یہ اختیار بھی دیا تھا کہ جو کچھ کشاد و بست تم زمین پر کروگے وہی زمین پر کیا جائیگا جس کا مطلب بہ تبدیل الفاظ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمہارا ساختہ پرداختہ مجھے منظور ہوگا۔ لیکن اس سے زیادہ یہ امر ہے کہ قیصریہ فلپی کے اطراف میں خداوند نے رسولوں سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ میں جو ابن آدم ہوں کون ہوں۔ رسولوں نے جتنے منہ اتنی باتوں کی بنا پر چند عوام کے اقوال سنائے۔ یعنی کوئی کہتا ہے تو یرمیاہ ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ تو الیاہ ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یوحنا مردوں میں سے جی اٹھا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ نبیوں میں سے ایک وغیرہ۔

مگر خداوند نے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو۔

مقدس پطرس نے جو رسولوں کی فہرست میں بھی اول ہے اور وہ ہمیشہ بولنے والا بھی ہے جواب دیا کہ تو خدا کا بیٹا ہے۔

پھر خداوند نے مادر زاد اندھے سے جس کی اس نے آنکھیں کھولی تھیں پوچھا کہ کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا کہ مسیحیت کی دنیا میں صحیح عقائد رکھنا فرض عین ہے اگر یہ نہ ہوتا تو خداوند رسولوں سے یہ ضرور دیگر نہ فرماتا کہ پھر تم کیا کہتے ہو۔

یاد رہے کہ ہمارے خداوند کی شخصیت خود عجیب و غریب شخصیت ہے۔ پس ہر زمانہ میں لوگ اس کے سمجھنے میں مخالف بھی کرتے آئے اور کرینگے بھی۔ اسی لئے بہت ضروری ہے کہ صحیح تعلیم کا نقشہ ہماری آنکھوں کے روبرو بنا رہے تاکہ ہم تعلیم کی مختلف ہواؤں سے بہتے اچھلتے نہ پھریں۔

سب سے پہلے اور کل مختلف کلیسیاؤں کا متفق علیہ رسولوں کا عقیدہ ہے۔ غالباً اس عقیدہ کو ہر ایک مسیحی کم و بیش یاد رکھتا ہے۔

چرچ آف انگلینڈ میں خصوصیت کے ساتھ نہ صرف اسی عقیدہ کو بلکہ نیکایا اور مقدس اتھاناسیس کے عقیدہ کو بالترتیب اپنی نمازوں میں پڑھتے رہتے ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ کلیسیا کے اجلاس عام نے اسی اختیار کی بنا پر جو اُسے خداوند سے عطا ہوا ہے۔ ہر زمانہ میں جب لوگوں نے سچے دین میں بدعتیں نکالیں فوراً اس کو رد کر دیا اور حقیقی تعلیم اور اعتقاد وغیرہ اوروں کے واسطے مرتب کیا جیسے کہ ۳۲۵ کے قریب کسی وقت جب ایرس کی بدعت اُٹھی مقدس اتھاناسیس کے نام سے جو عقیدہ نامزد ہے مرتب کیا گیا۔ اس میں خداوند کی الوہیت کی بابت تفصیل اور تشریح ہے اس میں کوئی انسانی ملونی نہیں ہے۔

پس میری رائے ہے کہ ہر مسیحی کو چاہئے کہ تعلیم میں چوکس اور تعمیل پر کمربستہ رہے واجب ہے کہ اس کو کریں اور اسکو بھی نہ چھوڑیں۔

راقم ک۔ ن جنت از کانپور

اقتصادی جمود اور مسئلہ بے روزگاری

آنریبل وزیر زراعت پنجاب کے قلم سے

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

لالہ ہرکشن لال نے دہلی میں اپنی معرکتہ الآرا تقریر کے دوران میں ہمارے اقتصادی مستقبل کا ذکر یاس انگیز پیرایہ میں کیا۔ اس یاس نظری کا سبب یہ نہیں تھا کہ آپ کو ہندوستان کے عظیم قدرتی ذرائع کا علم نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی ناامیدی کا محرک یہ خیال تھا کہ ہمارے پاس ترقی کرنے کے ذرائع نہیں ہیں۔ یا ہم میں کوئی ایسا فطری نقص موجود ہے جو ہماری آئندہ ترقی کے افق کو تاریک بنا رہا ہے۔ بلکہ اُن کی افسردگی کا حقیقی باعث یہ تھا کہ ہم خود اقتصادی مسائل کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ لالہ ہرکشن لال اس ضمن میں بالکل حق بجانب ہیں۔ یہ امر ہمیں تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہم نے ابھی تک یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ ہم نے بے روزگاروں کو وسیلہ معاش بہم پہنچانے اور اپنے ذرائع کو منضبط کرنے کے لئے کچھ کام نہیں کیا۔ ہم ہندوستان کو بہتر اور برتر

صورت دیکھنا نہیں چاہتے ہیں۔ اس خواہش کی تکمیل کے لئے ضروری ہوگا کہ ان صیغہ جات کو جو ملکی استعمار سے متعلق ہیں بسرعت تمام ترقی دی جائے۔ ان محکموں کی ترقی زیادہ تر ہر قسم کی اقتصادی نشوونما ارتقا پر موقوف ہے اور پھر اس کے لئے ضروری ہے زیادہ روپیہ خرچ کرنے کی تنظیم کی اور اولوالعزمی کی بنیاد ڈالی جائے۔ (ٹریبیون)

ترقی کے کیا معنی ہیں

ترقی کے لغوی مفہوم کا یہ تقاضا ہے کہ ہماری کارکن جماعتوں کی دنیاوی اور اخلاقی زندگی کا معیار بلند ہو۔ دوسرے ملکوں کے لوگ تو اس تحقیق میں مصروف ہیں کہ ان کے مال مواشی کی پرورش کے لئے کونسی خوراک موزوں ہے اور ادھر ہم ہیں کہ اس بات کی بھی پروا نہیں کہ ہم اپنے لوگوں ہی کی خوراک کا مسئلہ حل کریں اور معلوم کریں کہ کونسی خوراک اور کن سہولتوں کے زیر اثر ہماری آبادی کی جسمانی قوت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ مادی ترقی ہماری بنیاد ہوگی جس پر ہم ذہنی اور ارادی قوت کو نشوونما دے سکتے ہیں۔ خود کو بچانے کی طاقت ہم میں موجود ہے بشرطیکہ ہمارا طریق عمل صحیح ہو۔ ہمارے ملک میں سب ذرائع موجود ہیں۔ لیکن ہمیں کارکن افراد اور روپیہ کی طاقت کو تنظیم میں لانا چاہئے۔ کیونکہ ضبط و انتظام کے بغیر کسی قسم کی ترقی ہو نہیں سکتی۔ ضروری ہے کہ ملک میں جس قدر اولوالعزمی کا مادہ قوت عمل اور سرمایہ موجود ہے اُسے منضبط کریں اور جونہی ہم اپنے ذرائع کو ایک دفعہ ضبط و انتظام میں لے آئیں پھر ہمیں اپنے کل نوجوانوں کے لئے منافع بخش ذریعہ معاش بہم پہنچانے میں کوئی وقت نہ رہیگی۔ کیونکہ وہ خود دولت پیدا کرینگے۔ اور دوسروں کو بھی آسودگی میں شریک کرسکینگے۔

زراعت و صنعت ہی سب سے بڑی کیمیا ہے

سیاسیات میں حصہ لینا تقریریں کرنا۔ قراردادیں پاس کرنا اچھی بات ہے لیکن ہم صرف اسی پیداوار پر زندہ رہ سکتے ہیں جو زمین سے برآمد ہوتی ہے اور پھر صنعت ہی ایک ایسی کیمیا ہے جس سے زمین کے خزانے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اقتصادی عمل ہی کے زیر اثر ہم رہتے ہیں ہر ایک صنعتی گھر میں نظر آئیگا ہمیں اس صحیح حقیقت کو ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ کہ صنعت ہی تمام دولت کی ماخذ ہے۔ موجودہ متمدن تہذیب میں صنعت کا دارومدار تین عناصر پر ہے۔

مزدوری۔ اولوالعزمی۔ اور سرمایہ۔ جو عمل ہم ایک صنعتی کارکن کے گھر میں دیکھتے ہیں۔ اگر ہم اسی کو غیر محدود پیمانہ پر لے آئیں تو وہ ملکی دولت کا خزانہ بنجاتا ہے جس سے ہم اپنے قدرتی ذرائع کو اپنے کام میں لا سکتے ہیں اور اپنی محنت کو نفع آور بنا سکتے ہیں۔ ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے صنعتی کام کرنے والوں کے لئے موجودہ زمانہ کے ترقی یافتہ ساز و سامان مہیا کر دیں۔ ہمارے مزدوروں میں وہ استعداد و صلاحیت نہیں جو ہونی چاہئے اور وہ لوگ جنہیں ہماری صنعتوں کا نگران بننا چاہئے تھا وہ دوسرے کاموں میں مصروف ہیں۔ ہم نے صورت حالات کی صحیح تشخیص نہیں کی۔ ہمیں زندہ رہنے کے لئے پیداوار میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے اور جن نتائج کے ہم منتظر ہیں وہ صرف صنعت ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں۔ مسٹر گاندھی نے اقتصادی بہبودی کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اُنہوں نے جو علاج تجویز کئے وہ کلی طور پر صحیح نہیں ہیں۔ انسان اپنی تمام مادی خواہشوں کو آسانی سے ترک نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ اپنے اس طبعی ولولے کو دبا سکتا ہے جو قدرت نے اُسے ایجاد و عجائبات کی خواہش کرنے نیز ترقی و تہذیب پر مائل ہونے اور مزید سہولتوں کے حاصل کرنے کے لئے اس میں ودیعت کر رکھی ہے۔

یہ خواہش ایک ورثہ کے طور پر اس کے حصہ میں آئی ہے۔ اس لئے یہ ممکن نہیں کہ موجودہ صنعتی تہذیب کا اُمڈا ہوا سیلاب روکا جا سکے ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے وہ لوگ جو صنعتی جدوجہد کے کاموں کو منتظم و منضبط کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں آرام اور بیکاری کی خواہش کا شکار نہ ہو جائیں اور نہ وہ صنعتی کاموں میں محض مابعد الطبیعیات پر اعتقاد رکھیں۔ انہیں صنعتی ترقی کی حقیقت کو معلوم کرنے کی غرض غور کرنا چاہئے اور پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے ہر ممکن طریق کو حرکت و جنبش میں لانا چاہئے۔

آنریبل مسٹر وی۔ جے پٹیل صدر لیجسلیٹو اسمبلی سوموار صبح بمبئی پہنچ گئے ہیں۔ آپ اس کانفرنس میں شرکت کرینگے۔ جو ملیریا کے دور کرنے کی تدابیر کے لئے منعقد ہونے والی ہے۔ (عام)

نور افشاں کے لئے نئے خریدار پیدا کیجئے۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام ملک [illegible] صاحب پروپرائٹر چھپا